کیا حنفی اہلحدیث نہیں ہوتے؟

تمہیدی ریمارک

یہ مضمون عرصہ تقریباً دو سال سے راقم مضمون نے طبع واشاعت کی غرض سے ہمارے پاس بھیجا ہوا تھا۔ یہ پہلے بعض عمائد حنفیہ کو ملاحظہ کرایا گیا۔ پھر بعض اعیان اہلحدیث امرتسر کی نظر سے گذرا۔ ان میں سے کوئی تو اسکا موافق و مصوب ہوا۔ اور کسی نے اسکے خلاف کا اظہار کیا اور اسی وجہ سے اسکی اشاعت کو ضروری نہ سمجھا گیا۔ اور اس میں التوا ہوتا چلا گیا۔ ان دنوں لاہور میں ایک مجلس اہلحدیث کے نام سے نامزد ہو کر قائم ہوئی ہے۔ جس کے صدر ہونے عزت اس ناچیز خادم قوم کو بخشی گئی ہے۔ اسمیں یہ امر بحث میں آیا تھا۔ کہ یہ اہلحدیث کی (جسکی طرف یہ انجمن منسوب ہوتی ہے) کی کیا تعریف ہے۔ اور اہلحدیث کے نام سے کون شخص موسوم ہو سکتا ہے۔ (جو اس انجمن کے ارکان اور مجلس منتظم میں داخل ہونے کا استحقاق رکھتا ہو۔ اور اس کا تصفیہ رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۲۰ کے صفحہ ۱۰۱ کے (جو اہلحدیث کا (قوم اور گورنمنٹ میں) مسلم ایڈوکیٹ اور ریپریزینٹو ہے) اس بیان سے ہو گیا کہ اہلحدیث وہ ہے جو اپنا دستور العمل والاستدلال احادیث صحیحہ اور آثار سلفیہ کو بنا دے۔ اور جب اسکے نزدیک ثابت و محقق ہو جاوے کہ انکے مقابلہ میں کوئی معارض مساوی یا اس سے قوی پایا نہیں جاتا تو وہ ان احادیث و آثار پر عمل کرنے کو مستعد تیار ہو جاوے۔ اور اس عمل سے اسکو کسی امام یا مجتہد کا قول بلا دلیل مانع نہو۔

آنجا کہ اس تعریف کی رو سے بہت سے بے تعصب و منصف مزاج مقلدین مذاہب اربعہ حنفیہ وغیرہ (جو عمل بالحدیث کو جائز رکھتے اور سعادت سمجھتے ہیں اور تقلید مذہب انکو اس عمل سے مانع نہیں ہوتی) داخل ہو سکتے ہیں۔ نظر برآں اس انجمن کے صدر (پریسیڈنٹ) خاکسار کی یہہ رائے قرار پائی۔ کہ اس انجمن کے نام میں ایسی تعمیم و توسیع ہو جانی چاہیئے کہ اسکا نام سنتے ہی وہ مقلدین جو عمل بالحدیث کو سعادت سمجھتے ہیں بھی داخل سمجھے جاویں۔ بناءً علیہ اسکے تجویز یہ ہوئی کہ لفظ انجمن اہلحدیث کے ساتھ ان بریکٹ (دو خطوط قوسی یا وحدانی میں) لفظ حنفیہ وغیرہ بڑہا دیا جاوے جسکے معنے یہہ سمجھے جاوینگے کہ یہہ انجمن ان اہلحدیث کی ہے جو عمل بالحدیث کو جائز اور موجب سعادت سمجھتے ہیں۔ پھر وہ دو قسم ہیں۔ ایک وہ جو اہلحدیث ہونے کے ساتھ حنفی بھی کہلاتے ہیں۔ دوسرے وہ جو بجز اہلحدیث کسی دوسر نام حنفی یا شافعی کو اپنے لیے تجویز نہیں کرتے۔

صدر انجمن (خاکسار) چونکہ باوجود اہلحدیث ہونے کے حنفی بھی کہلانا جائز رکھتا تھا۔ لہذا اس امر کا اظہار اپنے ماہوار رسالہ اور سراج الاخبار کے ذریعہ کر دیا۔ یہ امر ہمارے ایک روحانی فرزند ایڈیٹر اہلحدیث کو جو صرف اہلحدیث کہلاتے ہیں اور وہ حنفی وغیرہ کہلانا پسند نہیں کرتے ناگوار گذرا اور انہوں نے خاکسار کے اس اظہار کے برخلاف اپنے اخبار اہلحدیث میں یہ نوٹ مشتہر کر دیا۔

علماء کے اس معمولی تساہل نے آج امت کو یہ برا دن دکھایا ہے۔ جو کوئی ایسی نسبت حنفی شافعی کو اپنے ساتھ نہ لگائے اسکو اہلسنت میں جگہ نہیں ملتی ہم آزادی سے کہتے ہیں۔ کہ آپ اپنی لئے بے شک اہلحدیث کے ساتھ حنفی کا لقب ملائیں۔ مگر یہ آپکی ذاتی رائے ہوگی۔ غالباً جماعت اہلحدیث پر اسکا کوئی اثر نہو گا کل کو ایڈیٹر سراج الاخبار یا کوئی اور ہمکو نہ دہمکا دیں۔ کہ تمہارے فلاں بڑے عالم نے یہ نسبت

اختیار کی ہے۔ انکے ایسا کہنے پر ہم ایک ہی سنائینگے۔ ع

"کسیکا ہو رہے کوئی نبی کے ہو رہینگے ہم"

یہ نوٹ دیکھکر خاکسار کو یہ فکر و اندیشہ پیدا ہوگیا۔ کہ اہلحدیث ہو کر کسیکا اپنے آپکو حنفی کہنا ایسا جرم مبداء فساد سمجھا گیا ہے۔ جیسا کہ متعصب مقلدین میں حنفی و شافعی نہ کہلوانا۔ اہل سنت سے خروج کا موجب سمجھا جاتا ہے۔ اس فکر و اندیشہ نے اس وقت ضرورت پیدا کردی ہے۔ کہ اس مضمون کو رسالہ میں شائع کردیا جاوے۔ تاکہ دونوں فریق متعصب مقلدین اور دلیر و بہادر اہلحدیث اس مضمون کی نسبت اپنے دلوں کے بخار نکال کر اسپر دلائل ظاہر کریں (فریق اول) یہ بیان کریں اور اسکے دلائل بتاویں کہ کیوں ہر ایک مسلمان کو ہر مسئلہ میں ایک ہی کا مقلد ہو رہنا اور سفینہ مجبور کیطرح بے اختیار ہو کر حدیث صحیح و آثار پر عمل نکرنا جائز ہے۔ اور دلیر بہادر اہلحدیث یہ بتاویں اور اسکی دلیل بیان کریں کہ جو شخص عمل بالحدیث کو تقلید پر مقدم کرے اور مع ہذا وہ جس مسئلہ میں کوئی دلیل نہ پاوے اسمیں کسی سنی امام مسلم الاجتہاد کی تقلید کرلے اور اس وجہ سے وہ حنفی ہی کہلانا صرف جائز نہ واجب سمجھے تو یہ امر اسکے لیے کیوں ناجائز ہے۔ اور جو اس قسم کا حنفی ہو۔ وہ کیوں اس انجمن اہلحدیث کا رکن نہ بنایا جاوے۔ اور جو بظاہر اور منافقانہ طور پر عمل بالحدیث کو جائز یا واجب کہے۔ اور درحقیقت وہ بعض احادیث صحیحہ کو جو نص و تصریح رسول اللہ صلعم قرآن کی مفسر ہوں قرآن کی تفسیر قرار ندے۔ اور یہ عقیدہ چکڑالوی رکھتا ہو کہ قرآن سمجھنے کے واسطے حدیث نبوی و آثار سلفی کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور یہ عقیدہ مرزائی رکھتا ہو کہ احادیث نبوی جو متعلق قصص واخبار ہوں۔ ان میں حقیقت شرعی کا مراد ہونا لازم نہیں۔ اور یہ عقیدہ پیر نیچیر رکھتا ہو (جس میں وہ ابومسلم جاحظ معتزلی کا مقلد

ہے) کہ جن چار جانوروں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مختلف پہاڑوں پر دیکر بلایا تھا۔ انکو ذبح کر کے ایک کا گوشت دوسرے سے ملا کر پہاڑوں پر متفرق نہ کیا تھا۔ بلکہ ایک ایک جانور کو زندہ ایک ایک پہاڑ پر رکھ دیا تھا۔ وہ انجمن اہلحدیث کے انتظامی ارکان میں شامل رہکر بعض اوقات بغیر حاضری صدر انجمن میں صدر انجمن بھی بنایا جاوے۔ کیا یہ اس شعر کا مصداق نہیں ہے

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز
بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

ہماری اس تجویز کو انجمن نے منظور نہ کیا۔ اور انجمن کے نام میں وہ لفظ نہ بڑھایا اور اسی قسم کے منافق اہلحدیث کو انجمن کا انتظامی منبر بنایا تو ہم کو ایک نہ ایک دن صدر ہونے سے استعفا داخل کرنا پڑے گا۔

اس نوٹ کے اخیر میں جو مصرعہ ہمارے روحانی فرزند نے لکھا ہے اسکا جواب خاکسار اسکے بوڑھے روحانی باپ کے خیال میں یہ گذرا ہے

نبی کے ہیں *نہی حنفی نہ مرزائی نہ چکڑالی۔ نہ معتزلی جو مسلم جاحظ مردود کی کرتے ہیں شاگردی۔ وہ بھی ہدیہ ناظرین ہے۔

ریمارک ختم ہوا۔ اب اصل مضمون نقل کرتے ہیں۔

مذہب کی نسبت قدیم سے یہ طریقہ چلا آتا ہے۔ کہ ہر شخص اپنے مذہب کو عین صواب سمجھکر اسکے لیے وہ نام تجویز کرتا ہے جو اس کے خیال میں عمدہ و مستحسن ہو۔ اور ان لوگوں کے لیے جو اسکے مخالف یا پورے ہمخیال نہوں اس نام کا اطلاق جائز نہیں رکھتا۔ گو وہ نام اپنے مفہوم کے لحاظ سے ان پر صادق آتا ہو۔ یا اس کا صدق

---

* یہاں حنفی سے مراد وہی حنفی ہیں جو عمل بالحدیث کو سعادت سمجھتے ہیں۔ اور تقلید مذہب انکو اس امر سے مانع نہیں ہوتی۔ اور جو حنفی ایسا نہیں۔ وہ ہمارے نزدیک حنفی کیا پورا مسلمان بھی نہیں ہے۔

اسکی تفصیل ہم عنقریب اسی مضمون میں کریں گے جس کا عنوان یہ ہوگا:۔

"ہمارا حنفی ہونا کس معنی کر ہے"

ان پر بطریق اولے ہوسکے یا صرف انہیں کے ساتھ مخصوص ہو۔

دوسری صورت کی مثالیں (یعنی اس نام کا غیر پر بطریق اولے صادق آنے یا غیر کے ساتھ مخصوص ہونے کی) بکثرت پائی جاتی ہیں۔ از انجملہ دو مثالیں ذکر کیجاتی ہیں۔ (۱) مشرکین مکہ (جو اپنے آپکو پیرو ملّۃ ابراہیمی خیال کرتے تھے)۔

(۲) یہود و نصاریے جو حضرت ابراہیم علے نبینا و علیہ السلام کو یہودی و نصرانی ٹھہراکر اپنے آپکو ان کا پیرو بیان کرتے تھے۔ مگر چونکہ ملت ابراہیمی کا مفہوم ان پر صادق نہیں آتا تھا۔ اور درحقیقت یہ لقب ان کے اغیار (مسلمانوں) پر بطریق اولے صادق آتا تھا۔ تو اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں پر اس لقب کا صدق بطریق اولے جائز کرنے اور یہود و نصاریے کو اس ادعائی لقب سے الگ کرنے کے لیے فرمایا۔ وما کان ابراھیم یھودیًا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلمًا وما کان من المشرکین۔ ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھذا النبی ؕ (سورۃ ال عمران ع ۷)

پہلی صورت کی مثالیں (یعنی وہ صورت جسمیں وہ لقب اور نام دوسروں پر بھی صادق آتا ہو) بھی بہت ہیں۔ ان میں سے ایک مثال جس سے ہمیں اسوقت بحث کرنا منظور ہے۔ بیان کی جاتی ہے۔ وہ مثال لقب "اہلحدیث" ہے۔ مگر یہ مثال عندیہ عوام کے لحاظ سے ہے خواص اہل تحقیق اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اس مذہب کے عوام پیروان کا یہ خیال و ادعا ہے۔ کہ لقب اہلحدیث ہمارے ساتھ ہی مخصوص ہے۔ اور ہم ہی اس خطاب سے مخاطب کیے جاسکتے ہیں۔ گویا یہ لقب ان کا رجسٹری کرایا ہوا ہے۔ لہذا کسی دوسرے کو انکے خیال میں اپنے حق میں اس لقب کے اطلاق و استعمال کا اختیار و گنجایش نہیں ہے۔

مگر کسی خطاب سے مخاطب ہونے یا کسی لقب کا مستحق بننے یا اس کی نسبت دعوٰے خصوصیت کرنے کے واسطے محض ادعا کافی نہیں ہوسکتا۔ ورنہ مشرکین مکہ اور یہود و نصاریے بھی ملت ابراہیمی میں داخل و مخصوص ہو جائیں۔ اور اسی طرح بہتیرے گمراہ فرقے جو اپنے آپکو خطابات حسنہ مذہبیہ کا مستحق یا ان القاب کو اپنے واسطے مخصوص جانتے ہیں۔ صرف ادعا کی وجہ سے اپنے دعوٰی

میں سچے ہو جائیں۔ مثلاً مرزائی۔ اہل قرآن۔ معتزلہ (جو اپنے آپ کو اصحاب التوحید والعدل سمجھتے ہیں) روافض۔ خوارج وغیرہ۔ بلکہ اسکی شناخت اور واقعی اس خطاب کا مستحق بننے کے لیے کوئی معیار ہونا چاہیے۔ وہ کیا ہے (صدق مفہوم و تسلیم اصول) پس جو شخص اس معیار میں پورا اترا وہ اس خطاب کا مستحق سمجھا جائے گا۔ اور اسی کے لیے وہ لقب زیبا ہوگا۔ ورنہ اسکا محض ادعا و خیال خام متصور ہوگا۔

اس معیار کے رو سے اہلحدیث کو بھی جانچنا چاہیے کہ کیا یہ لقب احناف پر بھی صادق آسکتا ہے یا نہیں؟ اور آیا فی الواقع عوام اہلحدیث کا ادعا خصوصیت و خیال رجسٹری بجا ہے یا بے جا؟

ان کے نزدیک اگر اہلحدیث سے مراد وہ اشخاص ہوں جو احادیث صحیحہ اور آثار کو اپنا دستور العمل بنا دیں اور جب ان کے نزدیک یہ بات ثابت ہو جاوے کہ فلاں حدیث صحیح ہے اور کوئی دلیل شرعی اسکے معارض نہیں تو وہ بے کھٹکے اسپر عمل کرنے کو تیار ہو جاویں اور کسی امام و مجتہد کے قول مخالف حدیث کو اس کے لیے عائق و مانع نہ جانیں۔ جیسا کہ مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۲ کے صفحہ ۱۵۹ میں بجواب سوال "مذہب اہلحدیث کیا ہے" فرماتے ہیں کہ "ان کا مذہب صحیح حدیث ہے جس کو اکابر مجتہدین نے (رضوان اللہ علیہم اجمعین) "اذا صح الحدیث فھو مذھبی" کہکر اپنا مذہب بتایا ہے۔ تو اس معنی کے لحاظ سے جیسا کہ فرقہ اہلحدیث معروف اس لقب و خطاب کا مستحق ہے اسی طرح احناف وغیرہ مذاہب اربعہ کی پیرو بھی جو احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں کسی امام یا مجتہد کے قول کو حجت نہیں سمجھتے اس لقب کے مستحق ہیں۔ کیونکہ جب وہ اس معیار کے رو سے جو پہلے تجویز ہو چکا ہے (یعنی تسلیم اصول و صدق مفہوم) اس لقب کے اصول کو تسلیم کرتے ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اہل حدیث کا اطلاق ان پر جائز نہ ہو۔ بلکہ وہ اس کے ضد و مقابل ٹھہرائے جائیں اصول فقہ حنفیہ میں صاف طور پر اس اصول کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اور حدیث صحیح کو قیاس پر بدرجہا فوقیت و ترجیح دی گئی ہے۔ حنفیہ کے نزدیک خبر واحد

و حدیث مرسل وغیرہ بھی حجت ہیں اور ان کے مقابلہ میں قیاس کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ حنفیہ کے نزدیک ضعیف حدیث کو بھی قیاس سے مقدم کیا گیا ہے حدیث نبوی تو اعلےٰ درجہ پر ہے۔ قول صحابی بھی ان کے نزدیک قیاس سے مقدم ہے۔ ان امور کی تائید و ثبوت کے لیے چند عبارتیں کتب معتبرہ اصول و فروع حنفیہ سے نقل کیجاتی ہیں

میزان کبریٰ شعرانی میں ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے وہ میری سر آنکھوں پر ہے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اور ہمیں اسکی مخالفت کی مجال نہیں اور جو کچھ آپکے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے فرمایا ہے وہ بھی ہمیں منظور ہے۔ اور جو کچھ ان کے ماسوا کسی اور نے کہا ہے تو وہ بھی آدمی ہیں جیسے ہم بھی۔

> وفی روایۃ اخری انہ کان یقول ما جاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعلی الراس والعین وما جاء عن اصحابہ تخیرنا وما جاء عن غیرھم فھم رجال ونحن رجال (میزان صفحہ ۱۷۹)

حسامی میں ہے کہ قول صحابہ رضہ کی تقلید واجب ہے اس کے موجود ہونے پر قیاس کو چھوڑ دینا چاہیئے کیونکہ اسمیں صحابی کا اس قول کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سننے کا اور آنحضرت صلعم کے مطلع ہونے کا احتمال ہے نیز وہ تنزیل قرآن کے احوال کے مشاہدہ و اسباب تنزیل کی معرفت کے لحاظ سے بھی انکی رائے غیروں کی رائے پر فضیلت رکھتی ہے۔

> تقلید الصحابی واجب بترک بہ القیاس لاحتمال السماع والتوقیف ولفضل اصابتھم فی نفس الرای بمشاھدۃ احوال التنزیل ومعرفۃ اسبابہ۔ (حسامی صفحہ ۹۴)

در المختار میں ہے اگر کسی نے اصحاب حدیث پر کوئی چیز وقف کی ہو تو اس میں وہ شافعی جو طلب حدیث میں نہوں داخل نہوں گے۔ اور حنفی طلب حدیث میں ہوں خواہ

> وقف علی اصحاب الحدیث لا یدخل فیہ الشافعی اذا لم یکن فی طلب الحدیث و یدخل الحنفی کان فی طلبہ اولا بزازیہ اھ

لکونہ یعمل بالمرسل ویقدم خبر الواحد علی القیاس۔ (در المختار ص ۴)	نہوں سب داخل ہو جائینگے۔ کیونکہ وہ حدیث مرسل پر عمل کرتے ہیں اور خبر

واحد کو قیاس پر مقدم کرتے ہیں۔

چنانچہ اسی لحاظ سے مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۲۱ میں فرماتے ہیں۔ جسکا ماحصل یہ ہے:۔ کہ "مذاہب اربعہ ان مجموعہ مسائل کا نام ہے جو کتاب اللہ حدیث رسول اللہ۔ اجماع و قیاس سے ماخوذ ہیں۔ اور مذہب اہلحدیث ازانجملہ خاصکر اصل اول و اصل ثانی حدیث و آثار سلفیہ سے ماخوذ ہے۔ مذاہب اربعہ اور مذہب اہلحدیث میں نسبت تضاد نہیں بلکہ عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ اور اہل مذاہب اربعہ اور اہلحدیث میں نسبت عموم خصوص من وجہ ہے۔ اہل مذاہب اربعہ میں سے بعض حنفی شافعی وغیرہ بھی کہلاتے ہیں اور اپنے اماموں اور مجتہدوں کے اقوال کے مقابلہ پر استدلال بالحدیث کی وجہ سے وہ اہلحدیث کہلانے کے بھی مستحق ہیں۔ کوئی کہے یا نہ کہے جیسے متقدمین سے امام ابوجعفر طحاوی اور فقہاء عراق اور بعض فقہاء ماوراء النہر اور متاخرین سے شاہ ولی اللہ صاحب اور انکی اولاد امجاد جن کا اہلحدیث اور پھر حنفی ہونا انکی مدت العمری عمل سے عیاں ہے

اسی طرح اہلحدیث سے بھی بعض حنفی کہلا سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ نص قرآنی و حدیث نہ ملنے کے وقت حنفی مذہب کی کتب متون و شروح کے مطابق فتوے دیتے ہیں۔ جیسے شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین صاحب شمس العلماء دہلوی اور خود مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب اور حنفیہ سے بعض اہلحدیث کہلانا نہیں چاہتے اور اہلحدیث سے بعض حنفی شافعی وغیرہ کہلانا پسند نہیں کرتے[1]"

[1] اہلحدیث زمانہ قدیم میں بہت گذرے ہیں۔ جو حنفی۔ شافعی نہ کہلاتے۔ اشاعۃ السنہ جلد ۸ میں مضامین "اہلحدیث قدیم ہیں یا جدید۔ اور اہل حدیث انکا پرانا لقب ہے" ملاحظہ ہوں۔ اور اس زمانہ میں تو اکثر اہلحدیث عامی بھی حنفی شافعی نہیں کہلاتے وہ مجتہد کیسے ہیں۔ حنفیوں میں اہلحدیث نہ کہلانے والے زمانہ قدیم میں تو کم تھے۔ مگر اس زمانہ میں بمقابلہ عوام اہلحدیث وہ بھی بڑھ گئے ہیں۔ (باقی بر صفحہ آئندہ ۱۷۷)

اس اصول اور فرانزداد مولانا ابوسعید صاحب سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ مذہب حنفی اور مذہب اہلحدیث میں نسبت تضاد نہیں جیسا کہ عوام کا خیال ہے۔ اور تسلیم اصول کے لحاظ سے حنفی بھی اہلحدیث کہلا سکتے ہیں۔ کوئی انہیں اہلحدیث یا نہ کہے۔ اسی طرح اہلحدیث بھی حنفی کہلا سکتے ہیں جبکہ وہ فتاوے احناف پر نص نہ ملنے کے وقت عمل کریں۔ اس اجتماعی مادہ میں احناف واہلحدیث کا فرق ہوگا تو صرف اتنا فرق ہوگا کہ محققین حنفیہ مختلف حدیثوں کی ترجیح وتطبیق میں زیادہ تر اپنے متقدمین اصحاب مذہب پر اعتماد کرینگے اور انکی روش کو پسند کرینگے اور جس صورت میں کہ حدیث ومذہب بالکل مخالف ہوں تو بلا وجہ حدیث کو نہ چھوڑینگے بلکہ اس وقت اذا صح الحدیث فهو مذهبی پر عمل کرینگے۔ اور اہل حدیث اس ترجیح وتطبیق میں اس روش کو ضروری نہ سمجھینگے اور بوقت عدم نص مذہب حنفی پر فتوے دینگے۔ مگر یہ کوئی معتدبہ فرق نہیں اور اس صورت میں وہ ایک درخت کی دو توام شاخیں ہیں ایسی صورت میں خیال تفرقہ بے جا ہے یہ اختلاف اسی اختلاف کا نمونہ ہوگا جو سلف صالحین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، وتابعین وتبع تابعین وغیرہ میں ہوا کرتا تھا۔

اس اتحاد کی تائید وتصدیق اور حنفی مذہب کے مذہب اہلحدیث ہونے کے ثبوت میں ہم شاہ ولی اللہ صاحب کی مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ کی شہادت پیش کرتے ہیں جس سے ناظرین کو بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ مذہب حنفی اپنے اصول کے لحاظ مذہب حدیث کے ساتھ کیا نسبت رکھتا ہے۔ اور اصلیت او حقیقت کیا ہے۔ جس سے ان لوگوں کی غلط فہمی بھی دور ہو جائے گی جو مذہب حنفی کو مجموعہ آراء اور مبائن حدیث خیال کرتے ہیں۔

واصل مذهبه فتاوى عبد الله ابن مسعود وقضايا على رضى الله

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ حضرت ابراہیم نخعی اور ان کے

ہمارے نئے دوست ایڈیٹر سراج الاخبار جن کو ہم دوست بناتے ہیں۔ اور وہ ظاہر و نص حدیث پر عمل کرنیکو ناجائز بتا کر اور امام بخاری جیسے مجتہدین اہلحدیث کو مقلد شافعی بنا کر ہم سے دشمنی اور لڑائی کے سامان مہیا کرتے ہیں۔ الہی خیر۔ عشق بے طرح ستاتا ہے خدا خیر کرے غیر عالم نظر آتا ہے خدا خیر کرے۔ ایڈیٹر

عنهما وفتاواه وقضايا شريح وغيره من قضاة كوفة فجمع من ذلك ما يسره الله تعالى ثم صنع فی آثارهم كما صنع اهل المدينة فی آثار اهل المدينة (ص ۱۴۹)

ہمعصر فقہاء کے مذہب اور اصل کے پابند تھے۔ جس میں انہوں نے اپنی دقت نظر کو خرچ کر کے استنباط و استخراج مسائل کیا اور مذہب ابراہیم کا ماخذ فتاوے عبداللہ بن مسعود رضؓ (جنکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "اللهم فقهه فی الدین" کی دعا مستجاب فرمائی ہے) اور فتاوے و فیصلجات حضرت علی رضی اللہ عنہ (جن کی نسبت اقضی الناس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا ہے) اور نیز قاضی القضاۃ قاضی شریح وغیرہ کے فیصلجات ہیں جن کو انہوں نے جمع کر کے علماء مدینہ سعید بن المسیب وغیرہ کی طرح ان سے استنباط مسائل کیا

پھر صفحہ ۱۵۱ میں فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالے عنہ ابراہیم

وكان ابو حنيفة رضی الله عنه الزمهم بمذهب ابراهيم واقرانه لا يجاوزه الا ما شاء الله۔ وكان عظيم الشان فی تخريج على مذهبه دقيق النظر فی وجوه التخريجات مقبلاً على الفروع انتم اقبال (ص ۱۵۱)

اور ان کے ہمعصر علماء کے مذہب پر لزوم سے چلتے تھے اور اس سے ہرگز تجاوز نہ کرتے تھے اِلّا ماشاءاللہ اور ابراہیم کے مذہب پر استنباط مسائل میں عظیم الشان تھے اور وجوہ استنباط میں دقیق النظر اور فروع کی طرف پورے طور پر متوجہ تھے۔

پھر فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے

وكان احسنهم تصنيفاً والزمهم درساً محمد بن الحسن وكان من خبره انه تفقه على ابی حنيفة وابی يوسف ثم خرج الى المدينة فقرأ الموطأ على مالك ثم رجع الى نفسه فطبق مذهب اصحابه

محمد بن الحسن زیادہ ملازم درس اور بہت عمدہ تصنیف والے تھے ایسا ہوا کہ انہوں نے ابو حنیفہ اور ابو یوسف رحمہما اللہ سے فقہ سیکھی پھر مدینہ جا کر امام مالک رحمہ اللہ سے موطا پڑھا پھر اپنی حالت کی طرف

على الموطا مسئلة مسئلة فان
وافق فيها والا فان رأى طائفة
من الصحابة والتابعين ذاهبين
الى مذهبه فكذلك وان وجد قياسا
ضعيفا او تخريجا لينا يخالفه حديث
صحيح فيما عمل به الفقهاء او يخالفه
عمل اكثر العلماء تركه الى مذهب
من مذاهب السلف مما يراه ارجح
ماهناك ++++ فصنف
محمد رحمه الله وجمع رأى هؤلاء
الثلثة ونفع كثيرا من الناس فتوجه
اصحاب ابي حنيفة رضي الله عنه
الى تلك التصانيف تلخيصا و
تقريبا او شرحا او تخريجا او تاسيسا
او استدلالا ثم تفرقوا الى خراسان
وما وراء النهر فيسمى ذلك مذهب
ابي حنيفة رضي الله عنه.

متوجہ ہوئے تو اپنے اصحاب کے
مذہب کا ایک ایک مسئلہ موطا کے مطابق
کیا اگر موافق نکلا تو بہتر ورنہ اگر صحابہ
وتابعین کے کسی گروہ کا وہ مذہب ہوتا
تو بھی خیر اور اگر وہ مذہب کوئی قیاس
ضعیف یا استنباط رقیق ہوتا جس
کے کوئی حدیث صحیح مخالف ہوتی یا
اکثر علماء کا عمل اسکے مخالف ہوتا
تو اپنے اصحاب کے مذہب کو چھوڑ کر سلف
صالحین کے مذہب میں سے جس کو
سب سے راجح جانتے اختیار کرتے پھر
فرماتے ہیں اس روش پر امام محمد رح
نے کتابیں تصنیف کیں اور ان تینوں
کی رائوں کو جمع کیا اور بہت لوگوں
کو نفع پہنچایا۔ پھر اصحاب ابوحنیفہ
رحمہ اللہ نے ان تصانیف کی طرف
توجہ کی اور ان کا خلاصہ کیا تقریب
الفہم بنایا کسی کی شرح کسی کی وجہ اور استدلال بیان کئے پھر خراسان اور
ماوراء النہر کی طرف پھیل گئے اور یہ (مجموعہ) مذہب ابوحنیفہ کے نام سے
موسوم ہوا۔

ان عبارات سے کئی فوائد حاصل ہوئے۔ ایک تو یہ ہے کہ مذہب ابوحنیفہ
اس مجموعہ کا نام ہے جو فتاوے عبداللہ بن مسعود اور فتاوے وفیصلجات
حضرت علی اور فیصلجات قاضی شریح اور دیگر قضاۃ کوفہ سے حضرت
ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے مرتب کیا اسکے بعد حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ
عنہ نے اپنی دقت نظر سے اس میں غور کیا اور استنباط مسائل کیا بعدہ قاضی

ابو یوسف اور محمد بن الحسن رح احادیث مؤطا کے مطابق کر کے ان قیاسات کو جو مخالف صحیح حدیث کے تھے ترک کر دیا اور اس کے مقابلہ میں سلف کے مذاہب سے جس کو زیادہ راجح اور قوی دیکھا اسے اختیار کر لیا۔ پس یہ مذہب مجموعہ کتاب اللہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آثار سلفیہ و قیاسات اکابر مجتہدین ہوا جو یکے بعد دیگرے منقح ہوتا ہوا حنفی مذہب کے نام سے موسوم ہوا۔ پس تمسک بالحدیث جیسا کہ سابقاً ظاہر ہو چکا ہے اس مذہب میں سلف صالحین کے طریقہ پر موجود ہے۔ جسکی وجہ سے حنفی اہلحدیث کہلا سکتے ہیں اور ان کا مذہب مذہب اہل حدیث کے مخالف اور اس کا قسیم نہیں ٹھہر سکتا۔

نیز اہل انصاف پر یہ بات بھی ظاہر ہو گئی کہ حنفی مذہب کی پیروی محض تقلید شخصی نہیں جیسا کہ عموماً لوگ کہا کرتے ہیں۔ بلکہ یہ ایک ایسے مذہب کا اتباع ہے جو فقہاء و قضاۃ صحابہ و تابعین و تبع تابعین مجتہدین کی تحقیقات و فتاوے کو دیگر احادیث صحیحہ مؤطا وغیرہ کے مطابق کر کے بڑی چھان بین کے بعد مرتب کیا گیا ہے۔ صرف شخصی قیاسات کا نتیجہ نہیں ہے جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے اور اس کا اتباع محض اس خیال سے کیا جاتا ہے کہ اس مجموعہ کے مرتب کرنے والے علم شریعت میں کامل تھے اور وہ کمال ہم میں نہیں ہے۔ تاکہ ہم بھی از خود ایسی تحقیقات کر سکیں اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ خدا اور رسول کے احکام ہیں نہ انکی رائے جیسے عوام کسی طبیب معتقد فیہ یا عام طبیب کسی بڑے حاذق و ماہر طبیب یا چند اطباء حذاق کے فیصلہ کو تسلیم کرتے ہیں ان کا اتباع اس خیال سے نہیں کہا جا سکتا تاکہ یہ لوگ امام ابو حنیفہ رح وغیرہ بالذات مفترض الطاعۃ تھے۔ اور وہ کسی چیز کو اپنی طرف سے حلال یا حرام کر سکتے تھے۔ ایسا خیال تو حسب روایت ترمذی جو آیت اتخذوا احبارھم ورھبانھم الآیہ کی تفسیر میں وارد ہے۔ ایک قسم کا شرک ہے۔ جو کسی اہل حق کے نزدیک جائز نہیں ہو سکتا۔

شاہ ولی اللہ صاحب جواز تقلید کی وجہ میں اس بیان کے بعد کہ مذاہب اربعہ

کی تقلید جو مدون ہیں باجماع امت جائز ہے اور اس میں کسی معتد بہ شخص کا خلاف نہیں اور اس میں بہت مصلحتیں ہیں خصوصاً ایسے زمانہ میں جبکہ ہر ایک شخص اپنی ہی رائے کو پسند کرتا ہے اور اسی کی پیروی کرتا ہے۔

اور جو ابن حزم نے تقلید کو حرام کہا ہے وہ اُن لوگوں کے حق میں ہے جو قوت اجتہاد رکھتے ہوں اور وہ اس سے اعراض کریں یا اس شخص کے حق میں ہے جو یہ بات پوری پوری ظاہر ہونے پر (کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فلاں حکم ہے انہ منسوخ ہے نہ کوئی اور دلیل اسکے مخالف ہے) بھی تقلید کو نہ چھوڑے یا اس شخص کے حق میں ہے جو کسی شخص کی تقلید اس خیال سے کرے کہ جو وہ کہتا ہے یقیناً صحیح ہے۔ اور یہ خیال رکھے کہ اسکی تقلید باوجود دلیل خلاف بھی نہ چھوڑونگا۔ یہ قول ابن حزم اس شخص کے حق میں نہیں ہے جو اسی چیز کو حلال یا حرام جانے جسکو اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلال یا حرام کہیں) فرماتے ہیں کہ یہ تقلید کیونکر ناجائز ہوسکتی ہے۔ جبکہ ہم کسی فقیہ کی نسبت یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ اللہ تعالے نے وحی کے ذریعہ اسکی طرف فقہ بھیجی ہے اور اسکی اطاعت فرض کی ہے۔ اور وہ معصوم ہے کسی فقیہ کی اقتدا ہم صرف اس خیال سے کرتے ہیں کہ وہ عالم کتاب وسنت ہے اور اس کا قول یا صریح کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ہے یا کسی طرح اس سے استنباط کیا ہے یا قرائن سے کسی حکم کی علت معلوم کرلی ہے اور اس علم پر اسکو اطمینان حاصل ہوگیا تو اس نے غیر منصوص کو منصوص کے قیاس

فكيف لا ولم تؤمن بفقيه ان الله اوحى اليه الفقه وفرض علينا طاعته وانه معصوم فان اقتدينا بواحد منهم فذلك لعلمنا بانه عالم بالكتاب والسنة فلا يخلو قوله اما ان يكون من صريح الكتاب والسنة او مستنبطا عنهما بنحو من الاستنباط او عرف بالقرائن ان الحكم في صورة ما منوطة بعلة كذا واطمئن قلبه بتلك المعرفة فقاس غير المنصوص على المنصوص فكانه يقول ظننت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كلما وجدت هذه العلة فالحكم هكذا

والمقیس مندرج فی ھذا العموم فھذا
ایضاً معزی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ولکن فی طریقہ ظنون ولولا ذلک
لما قلد مومن لمجتہد فان بلغنا حدیث
من الرسول المعصوم الذی فرض اللہ
علینا طاعتہ بسند صالح یدل علی
خلاف مذھبہ وترکنا حدیثہ و
واتبعنا ذلک التخمین فمن اظلم
منا وما عذرنا یوم یقوم الناس لرب
العلمین - (ص ۱۶۱)

کر لیا ہے پس گویا وہ یہ کہتا ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب
یہ علت پائی جاوے تو وہاں یہ حکم بھی
موجود ہوگا اور مقیس اس عموم میں داخل
ہے پس یہ بھی درحقیقت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے۔ مگر اس
طریقہ میں ظن واقعہ ہوگیا ہے اور اگر
یہ (خیال) نہو تو کوئی مومن کسی مجتہد
کی تقلید کیوں کرے۔ پس اگر ہمیں
رسول معصوم جسکی طاعت اللہ نے
فرض کی ہے کی حدیث سند صحیح سے اس مذہب کے خلاف مل گئی اور ہمنے
اس حدیث کو چھوڑ کر اس تخمین کا اتباع کیا تو ہمسے زیادہ کون ظالم ہوگا۔ اور جب
لوگ رب العالمین کے حضور میں قیامت کے دن کھڑے ہونگے تو ہمارا کیا عذر ہوگا۔

اس نقل عبارت حجۃ اللہ البالغہ سے بیان مذکورہ بالا کی پوری تصدیق
ہوگئی اور یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ تقلید کس خیال سے ہونی چاہیے اور اس
خیال سے جائز اور کس سے ناجائز بلکہ ظلم اور ایک قسم کا شرک ہے۔

اس بیان سے ہماری غرض یہ ہے کہ طرفین (حنفی واہلحدیث) افراط و
تفریط کو چھوڑ کر میانہ روی اختیار کریں اور ایک دوسرے کو تعصب اور نفرت
کی نگاہ سے نہ دیکھیں۔ معمولی باتوں کے اختلاف میں ایک دوسرے کو برا بھلا
کہہ کر محرمات شرعیہ اتفاقیہ کے مرتکب نہ بنیں تقلید کرنیوالے یہ خیال نہ کریں کہ ان
علماء اہل نظر وتحقیق کے لیے بھی جو اتباع سنت کی غرض سے نہ اتباع ہوا سے
اور مخلی بالطبع ہونے کے لیے استدلال بالحدیث کرتے ہیں تمسک بالحدیث
جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ خیال محققین کی روش اور اس اصل حنفیت کے برخلاف
ہے جس کا ذکر ہمنے اور مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب نے کیا ہے ایسے خیال والے
درحقیقت حنفی بھی نہیں جیسا کہ وہ اہلحدیث بھی نہیں۔ نیز مقلدین کو تقلید

اس خیال سے کرنی چاہیے جو اوپر مذکور ہوا جسپر محققین حنفیہ متقدمین سے آجتک چلے آئے ہیں۔ ایسی تقلید نہ کریں کہ وہ تقلید اتخذوا احبارھم ورھبانھم الآیۃ کا مصداق بنا دے اور غالبًا اس کو کوئی عقلمند ایماندار بھی پسند نہیں کرتا اور اسیطرح اہل حدیث بھی بالکل مطلق العنانی سے کام نہ لیں وہ لوگ جو اصول شریعت سے واقف نہیں ہوتے معمولی ترجمہ قرآن مجید اور قدرے حدیث پڑھکر مجتہد بن بیٹھے ہیں اور حدیث اذا وسد الامر الی غیر اھلہ کے مصداق بنکر مفتی بن جاتے ہیں اور خود گمراہ ہوتے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں ایسے لوگ اس زمانہ میں بکثرت ہیں جن کی مطلق العنانی نے بڑھتے بڑھتے مرزائیت اور چکڑالویت وغیرہ کی صورت اختیار کرلی ہے۔ ایسے لوگوں کی مطلق العنانی پر مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب بھی بارہا افسوس ظاہر کرچکے ہیں۔ اور ایسے ہی وقت میں شاہ ولی اللہ صاحب تقلید کو قرین مصلحت بتاتے ہیں۔ کیونکہ مفتی بننا اور احادیث متعارضہ پر فیصلہ کرنا بڑی وسعت نظر اور تتبع واستقصا کا مقتضی ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب غایۃ المنتہی سے نقل کرکے فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل سے کسی نے پوچھا کہ فتوے دینے کے لیے (یعنی بطور تفقہ و استنباط از حدیث) ایک لاکھ حدیث کافی ہے تو انہوں نے جواب دیا نہیں یہاں تک کہ پانچ لاکھ حدیث سے سوال کیا گیا تو فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ یہ قدر کافی ہو۔

سئل احمد یکفی للرجل مأۃ الف حدیث حتی یفتی قال لا حتی قیل خمس مائۃ الف حدیث قال ارجو کذا۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۵۵)

اور نہ یہ خیال کریں کہ حنفی چند فروع ختلافیہ کی وجہ سے (جنہیں دلائل طرفین میں موجود ہیں اور خلاف بھی زیادہ اولویت وغیر اولویت کا ہے و مذاہب صحابہ بھی ہر ایک کے مطابق موجود ہیں) مخالف حدیث ہیں کیونکہ مخالفت حدیث کا حکم لگانا نہایت دشوار و مشکل ہے۔ اسکے علاوہ ایسے اختلافات موجب بدگمانی نہیں یہ اختلاف تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

عہد مبارک میں بھی واقعہ ہوئے ہیں۔ حکم اداے نماز عصر بنو قریظہ وغیرہ اسکے شاہد عدل ہیں۔ اسیطرح بعد عہد مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی صحابہ کئی مسائل میں باہم مختلف تھے پھر تابعین۔ تبع تابعین مجتہدین محدثین اہل الرای بھی کئی مسائل میں باہم مختلف تھے اور اب بھی ہیں۔ بطور مشتے نمونہ خروارے چند اختلافات صحابہ رضوان اللہ علیہم نقل کیے جاتے ہیں تاکہ ناظرین اسے محض ادعا بلا دلیل نہ سمجھیں۔

حجۃ اللہ البالغہ میں ہے۔ صحابہ اور تابعین وتبع تابعین میں بعض

وقد کان فی الصحابة والتابعین ومن بعدهم من یقرء البسملة ومنهم من لا یقرؤها ومنهم من یجهر بها ومنهم من لا یجهر بها وکان منهم من یقنت فی الفجر ومنهم من لا یقنت فی الفجر ومنهم من یتوضاء من الحجامة والرعاف والقیء ومنهم من لا یتوضاء من ذلك ومنهم من یتوضاء من مس الذکر ومس النساء بشهوة ومنهم من لا یتوضاء من ذلك ومنهم من یتوضاء من اکل لحم الابل ومنهم من لا یتوضاء من ذلك ومع هذا کان یصلی بعضهم خلف بعض۔

(حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۲۴)

بسم اللہ (نماز میں قبل قرأت) پڑھتے اور بعض نہ پڑھتے تھے۔ بعض اونچی اور بعض آہستہ پڑھتے تھے۔ بعض نماز فجر میں قنوت پڑھتے اور بعض نہ پڑھتے تھے۔ بعض سینگی لگوانے نکسیر چھوٹنے اور قے سے وضو کرتے اور بعض نہ کرتے تھے۔ بعض عورت اور ذکر کو شہوت سے چھونے سے وضو کرتے اور بعض نہ کرتے تھے۔ بعض آگ کی پکی چیز کھانے سے وضو کرتے اور بعض نہ کرتے تھے۔ بعض اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرتے اور بعض نہ کرتے تھے۔ معہذا ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ اسکی کئی اور مثالیں بھی بیان کی ہیں جن کو خوف طوالت سے چھوڑ دیا گیا ہے۔

اسیطرح کے سینکڑوں اختلافات اسلاف صحاح وسنن میں موجود ہیں مگر ان اختلافات کی وجہ سے نہ ایک دوسرے کو مخالف حدیث قرار دیتا اور نہ

نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ بلکہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے اور اخوت و اتحاد کو قائم رکھتے تھے۔

ان اختلافات صحابہ و تابعین و تبع تابعین مجتہدین و محدثین کے اسباب حجۃ اللہ البالغہ اور رسالہ انصاف میں بیان کیے ہیں۔ اور ان کو مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب نے اپنے ضمیمجات اشاعۃ السنہ جلد اول و دوم میں نقل کیا ہے۔ انکی نقل کے بعد جو فوائد ان سے ظاہر کیے ہیں ان سے ہمارے بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔

آپ فرماتے ہیں ان اختلاف سے یہ فوائد ظاہر ہوتے ہیں۔

(۱) بعض صحابہ کا بعض احادیث پر عمل کرنے نہ کرنے میں ایسے طور پر اختلاف ہوا ہے کہ اس اختلاف سے ان کو تارک حدیث نبوی و منکر نہیں کہا جاسکتا اور نہ وہ اختلاف ایک دوسرے کی تکفیر و تضلیل کا باعث ہوا۔

(۲) ایسا ہی اختلاف تابعین میں بعض احادیث سے عمل و ترک میں ہوا ہے۔

(۳) مجتہدین کا بعض احادیث کے عمل و ترک میں اختلاف بھی اسی قسم کا ہوا ہے۔ ناظرین کو ان اختلافات کے اسباب کی تفصیل دیکھنی مطلوب ہو تو کتب محولہ یا ضمیمجات جلد اول و دوم اشاعۃ السنہ کو دیکھیں۔ ہمارا مقصود اس مقام پر صرف یہی ہے کہ جب یہ اختلافات ہمارے اسلاف میں بھی پائے جاتے تھے اور اسکی وجہ سے کوئی مخالف حدیث نبوی نہیں ٹھہرایا جاتا تھا اور انکے رشتہ اور اتحاد و یگانگت و تقویٰ میں کوئی فرق نہیں آتا تھا اور نہ ایک دوسرے کو تکدر کی نظر سے دیکھتا تھا تو پھر اب کیوں اسقدر شور و غل معمولی باتوں پر مچایا جاتا ہے اور بڑی بڑی باتوں کو نظر انداز کرکے چھوٹی چھوٹی باتوں پر گمراہی وغیرہ کے فتوے لگائے جاتے ہیں حالانکہ ان میں سے ہر ایک کی سند اسلاف میں موجود ہے۔ اور انکی روش ہیں اسکے لیے سلف سے امام ہے۔

جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ فقہاء کی کلام سے تخریج مسائل اور جستجو الفاظ

ومنہا ان التخریج علی کلام الفقہاء و

تتبع لفظ الحدیث لکل منھما اصل اصیل فی الدین ولم یزل المحققون من العلماء فی کل عصر یاخذون بھما فمنھم من یقل من ذا ویکثر من ذا منھم من یکثر من ذا ویقل من ذا فلا ینبغی ان یھمل امر واحد کما یفعلہ عامۃ الفریقین وانما الحق البحت ان یطابق کل احدھما علی الآخر وان یجبر خلل کل بالآخر وذلک قول الحسن البصری رح سنتکم واللہ الذی لا الہ الا ھو بین الغالی والجافی (حجۃ اللہ البالغۃ صہ ۱۶۱)

حدیث دونوں کے لیے دین میں قوی اصل موجود ہے اور ہر زمانہ میں محققین علماء دونوں پر عمل کرتے رہے ہیں بعض اس میں سے کم اور اس میں سے زیادہ لیا اور بعض نے اس سے زیادہ اور اس سے کم پس فریقین کے عام لوگوں کی طرح کسی بات کو چھوڑنا نہ چاہیے اور حق خالص تو یہ ہے کہ ایک کو دوسرے کے مطابق کرے ایک کی دوسرے سے کمی پوری کیجاوے اور یہی معنی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے قول کے ہیں کہ اُس خدا کی قسم جسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سنت غالی وجافی مفرط ومفرّط کے درمیان ہے۔

اسی محاکمہ اور میانہ روی کی ترغیب مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب نے جلد اول کے ضمیمہ نمبر ۱۱ کے صفحہ ۶۵ - ۸۷ وغیرہ میں کی ہے۔ اور فریقین کو ضد وغلو سے روکا ہے یہی محققین علماء طرفین سلف وخلف کی روش ہے اور یہی اس عاجز کو اسوقت کہنا مطلوب تھا۔ ولیکن ھذا اٰخرنا قلنا فی الاقتصاد وعدم الاشتطاط والاعتداد من وصایا الاسلاف والاخلاف علی ان الاعمال بالنیات وانما لامرء ما نوی ولکل وجھۃ ھو مولیھا واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین ط ابو القاسم

(محمد حسین عفی عنہ حافظ آبادی)

خاکسار (ایڈیٹر) کہتا ہے اس مضمون کے رسالہ "الھدی" میں شائع ہونے پر ایک جماعت کے ممبران انجمن اہلحدیث (خان بہادر منشی فضل الدین صاحب۔ میاں سلطان احمد صاحب۔ منشی محمد وحید صاحب۔ میاں فضل الدین صاحب گلگٹ ساز ۵

۵ میاں عبدالرحیم صاحب پسر مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم۔ حکیم غلام محمد صاحب) میرے فرودگاہ لاہور مکان مولوی کرم بخش صاحب سپرنٹنڈنٹ سپیل کمشنر پر پہنچے اور انہوں نے میرے پاس درخوست کی کہ بالفعل آپ اس انجمن کے نام میں حنفیہ وغیرہ کا اضافہ ان پر یٹ (یعنی خط وطہ حاشی میں) نکریں۔ یہ بات ہمارے عمل میں آجاوے گی جو لوگ حنفیوں میں سے حدیث صحیح مخالف مذہب کو قبول کرینگے۔ اور تقلید مذہب انکو عمل بالحدیث سے مانع نہ ہوگی۔ ہم انکو اس انجمن کے انتظامی مجلس کا ممبر بنالیں گے بین ن ... انکی اس درخواست کو منظور کرلیا۔ اور بالفعل وہ نام جسمیں استعفاء دینے کو تیار ہوگیا تھا جاتا رہا۔ آیندہ انکا عمل کیا جایگا۔